از عدالت عظمیٰ

3 ستمبر
1959

وشوناتھ

بنام

ریاست اتر پردیش

(سید جعفر امام اور کے این وانچو، جسٹس صاحبان)

سماعتِ فوجداری- نجی دفاع کا حق -جب موت کا سبب بن جائے -کیا محض اغوا جو قابل سزا نہیں ہے، اغوا کار کی موت کا سبب بننے کے لیے نجی دفاع کا حق دیتا ہے-شوہر بیوی کو اس کے والد کے گھر سے زبردستی لے جانے کی کوشش کرتا ہے-بیوی کا بھائی شوہر کو چھرا گھونپ کر اسے قتل کرتا ہے-آیا نجی دفاع کے حق سے محفوظ ہے- مجموعہ تعزرات بھارت، 1860 (XLV بابت1860)، دفعات 97, 99 اور100 ۔

ساتھ رہنے چلی گئی۔جی، تین دیگر افراد کے ساتھ، بی کے کوارٹر میں گیا اور وہ اندر گیا اور اپنی ناراض بیوی کو اپنے پیچھے گھسیٹ کر باہر آیا۔اس نے دروازہ پکڑ لیا اور جی نے اسے کھینچنا شروع کر دیا۔اس پر اپیل کنندہ نے اپنے والد کو پکارا کہ جی اٹل ہے اور اس پر بی نے جواب دیا کہ اسے مارا پیٹا جانا چاہیے۔اپیل کنندہ نے اپنی جیب سے چاقو نکالا اور جی کو ایک بار گھونپ دیا۔چاقو جی کے دل میں گھس گیا اور وہ مر گیا۔

بی اور اپیل کنندہ پر جی کے قتلِ عمد کا مقدمہ چلایا گیا ؛ بی کو بری کر دیا گیا اور اپیل کنندہ کو مجموعہ تعزیرات بھارت کی حصہ دوم دفعہ 304 کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔ اور تین سال کی سخت قید کی سزا سُنائی گئی۔اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ اس نے مجموعہ تعزیرات بھارت پانچواں دفعہ 100 کے تحت افراد کے نجی دفاع کے حق میں کام کیا ہے، جسکی موت تک کیتوسیع کی گئی ہے چونکہ جی نے اپنی بیوی کو اغوا کرنے کے ارادے سے اس پر حملہ کیا تھا۔جواب دہندہ نے اس پر زور دیا۔پانچواں دفعہ 100 صرف اس صورت میں لاگو ہوتا ہے جب اغوا ایسی نوعیت کا ہو جو تعزیرات کے تحت قابل سزا ہو۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے۔دفعہ 100کاحقاس وقت پیدا ہوا جب اس سیکشن کی چھ شقوں میں مذکور اقسام میں سے ایک پر حملہ کرنے کا جرم تھا۔یہ ضروری نہیں تھا کہ جس ارادے سے حملہ کیا گیا وہ ہمیشہ جرم ہی ہو۔لفظ" اغوا "کی پانچویں شق کی دفعہ100 میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا جسے" اغوا "کے طور پر دفعہ362میں بیان کیا گیا تھا۔,اور اس شق کا تحفظ حاصل کرنا ضروری نہیں تھا کہ اغوا تعزیرات کے تحت قابل سزا قسم کا ہونا چاہیے۔مزید برآں، اپیل کنندہ نے ضرورت سے زیادہ نقصان نہیں پہنچایا تھا اور وہ کسی جرم کا مرتکب نہیں تھا۔

شہنشاہ بمقابلہ رام سیا، آئی۔ ایل۔ آر۔ 1948 تمام۔165 ، مسترد کر دیۓ۔

جگت سنگھ بمقابلہ بادشاہ۔ شہنشاہ، اے۔ آئی۔ آر۔ 1923 لاہور۔155 ، داروگا لوہار بمقابلہ شہنشاہ، اے۔ آئی۔ آر۔ 1930 پٹ۔347 ، ساکھا بمقابلہ ریاست، آئی ایل آر 1950 ناگ۔ 508 اور دیارام لکشمن بمقابلہ ریاست، اے۔ آئی۔ آر 1953 مدھیہ بھارت 152 کا حوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیلیٹ دائرہ اختیار :فوجداری اپیل نمبر32 بابت1958

1953کے سیشن سماعت نمبر 71 میں گورکھپور کے ایڈیشنل سیشن جج کے 25 جنوری 1954 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والی 1954 کی فوجداری اپیل نمبر 992 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 25 اپریل 1957 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے: ایس پی سنہا اور ایس ڈی سیکھری۔

مدعا علیہ کے لیے :جی سی ماتھر اور سی پی لال (جی این دکشت کے لیے)۔

3 ستمبر 1959 ۔عدالت کا فیصلہ جسٹس وانچو کے ذریعے سُنایا گیا

جسٹس وانچو:۔ ایک فوجداری معاملے میں الہ آباد عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی ذریعے سے اپیل ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مقدمے کے حقائق، جیسا کہ عدالت عالیہ نے پایا، اب تنازعہ میں نہیں ہیں اور اس اپیل میں جو سوال اٹھایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ نے نجی دفاع کے حق سے تجاوز کیا تھا۔ہمارے لیے متعلقہ حقائق یہ ہیں۔کہ متوفی گوپال کی شادی اپیلانٹ کی بہن سے ہوئی تھی۔اپیل کنندہ اور اس کے والد بدری گورکھپور میں ریلوے کوارٹر میں رہ رہے تھے۔گوپال کی بہن کی شادی ایک بنارسی سے ہوئی تھی، جو قریب ہی ایک اور ریلوے کوارٹر میں رہ رہا تھا۔گوپال کچھ عرصے سے اپنے سسر کے ساتھ رہ رہا تھا۔انہوں نے، چونکہ، وہ ایک ساتھ اچھی طرح سے نہیں رہ پائے اور گوپال بنارسی کے گھر منتقل ہو گیا۔بدری نے گوپال کو اپنے گھر واپس آنے پر آمادہ کیا لیکن تعلقات کشیدہ رہے اور بالآخر گوپال موجودہ واقعے سے تقریباً 15 دن پہلے دوبارہ بنارسی کے کوارٹر میں منتقل ہو گیا جو 11 جون 1953 کو تقریباً 10 بجے ہوا تھا۔ گوپال کی بیوی اپنے والد کے ساتھ رہتی رہی تھی کیونکہ وہ گوپال کے ساتھ جانے کو تیار نہیں تھی۔اس کے والد بدری اور

اتنا ہی زیادہ کہ اسے کچھ مہینے پہلے لوکو ڈیپارٹمنٹ میں نوکری مل گئی تھی اور وہ ایک آزاد زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ 11جون کو اپیل کنندہ اور گوپال کے درمیان لڑکی کے بارے میں کچھ جھگڑا ہوا لیکن اس کے بعد کچھ ناخوشگوار نہیں ہوا اور اپیل کنندہ اپنے کوارٹر واپس چلا گیا اور گوپال بنارسی کے کوارٹر چلا گیا۔گوپال نے بنارسی کے بیٹوں سے کہا کہ وہ اس کی بیوی کو واپس لانے میں اس کی مدد کریں۔بنارسی بھی پہنچا اور پھر وہ چاروں لڑکی کو واپس لانے کے لیے بدری کے کوارٹر گئے۔اس جگہ پر پہنچنے پر بنارسی اور اس کے دو بیٹے باہر کھڑے تھے جب کہ گوپال اندر گیا۔اسی دوران، بدری باہر آیا اور اسے بنارسی نے کہا کہ وہ لڑکی کو اپنے شوہر کے ساتھ جانے دے۔بدری اس سے راضی نہیں تھے اور انہوں نے بنارسی سے کہا کہ وہ دوسرے لوگوں کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔جب بدری اور بنارسی بات کر رہے تھے، گوپال اپنی ناراض بیوی کو اپنے پیچھے گھسیٹ کر کوارٹر سے باہر آیا۔لڑکی نے دروازہ پکڑ لیا جب اسے باہر نکالا جا رہا تھا اور اس کے اور گوپال کے درمیان کھینچا کھینچی ہوئی۔اپیل کنندہ بھی وہاں موجود تھا اور اپنے والد کی طرف چلایا کہ گوپال ماننے والا نہیں تھا۔بدری نے جواب دیا کہ اگر گوپال ماننے والا نہیں ہے تو اسے (مار دو سے)مارا جانا چاہیے۔اس پر اپیل کنندہ نے اپنی جیب سے چاقو نکالا اور گوپال کو ایک بار چھرا گھونپ دیا۔چاقو دل میں گھس گیا اور گوپال بے ہوشی سے نیچے گر گیا۔گوپال کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

زندہ کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے لیکن کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔اس کے بعد، گوپال کو بدری اور اپیل کنندہ اور بنارسی اور اس کے بیٹوں اور کچھ دیگر افراد ہسپتال لے گئے، لیکن ہسپتال پہنچنے تک گوپال کی موت ہو گئی۔

ان حقائق پر سیشن جج کی رائے تھی کہ بدری جس نے صرف اپیل کنندہ سے گوپال کو مارنے کو کہا تھا اسے احساس نہیں ہو سکتا تھا کہ اپیل کنندہ اس کی جیب سے چاقو نکال کر گوپال کو چھرا گھونپ دے گا۔اس لیے بدری کو اشتعال انگیزی کے الزام سے بری کر دیا گیا۔سیشن جج کی مزید رائے تھی کہ اپیل کنندہ کو نجی دفاع کا حق حاصل تھااور یہ حق ،موت کا سبب بننے تک پھیلا ہوا ہے کیونکہ یہ اس کی بہن پر حملے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا جو اسے اغوا کرنے کے ارادے سے تھا۔ان کی مزید رائے تھی کہ مقدمے کے مطلوبہ حالات سے زیادہ نقصان نہیں پہنچایا گیا؛ اور اس لیے اپیل کنندہ کو بھی بری کر دیا گیا۔

اس کے بعد ریاست نے دونوں ملزموں کو بری کرنے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل کی۔عدالت عالیہ نے بدری کو بری کرنے کے فیصلے کو برقرار رکھا۔اپیل کنندہ کی بری ہونے کا فیصلہ اس بنیاد پر منسوخ کر دیا گیا تھا کہ مقدمہ پانچویں شق کے دفعہ 100 کے تحت نہیں آتا تھا۔اور اس معاملے میں شخص کے نجی دفاع کا حق حملہ آور کو رضاکارانہ طور پر موت کا سبب بننے تک نہیں تھا اور اس لیے اس سے تجاوز کیا گیا۔عدالت عالیہ نے شہنشاہ بمقابلہ رام سیا میں اپنے پہلے فیصلے پر انحصار کیا۔لہذا اپیل کنندہ کو تعزیرات ہند حصہ دوم کی دفعہ 304 کے تحت تین سال کی سخت قید کی سزا سنائی۔اس نے اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے ایک سند کے لیے درخواست دی لیکن اسے مسترد کر دیا گیا۔اس کے بعد اس نے خصوصی اجازت کے لیے اس عدالت میں درخواست دی جسے منظور کر لیا گیا؛ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

اس لیے اس اپیل میں جو اہم سوال زیر غور آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا رام سیا کیس درست ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چار دیگر عدالت عالیان نے ایک ایسا نظریہ اختیار کیا ہے جو رام سیا کے معاملے سے مختلف ہے، یعنی جگت سنگھ بمقابلہ بادشاہ شہنشاہ دروگا لوہار بمقابلہ شہنشاہ، ساکھا بمقابلہ ریاست اور دیارام لکشمن بمقابلہ ریاست تاہم، ان چار مقدمات میں اس نکتے پر کوئی بحث نہیں ہے اور ہمیں ان کا مزید حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔رام سیا کے معاملے میں لیا گیا نظریہ یہ ہے کہ لفظ" اغوا "ضابطہ تعزیرات کی پانچویں شق کی دفعہ 100 میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس طرح کا اغوا ضابطے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے تحت جرم ہے اور نہ کہ محض اغواکرنے کے عمل سے جیسا کہ دفعہ 362 میں بیان کیا گیا ہے۔ محض اغوا کوئی جرم نہیں ہے اور اس لیے نجی دفاع کے کسی بھی حق اور نجی دفاع کے توسیعی حق کو دفعہ 100 کے تحت جنم نہیں دے سکتا۔ صرف اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب حق کے استعمال کا سبب بننے والا جرم دفعہ 100 میں مذکور اقسام میں سے ایک ہو۔ دفعہ 97 انسانی جسم کو متاثر کرنے والے کسی بھی جرم کے خلاف شخص کے نجی دفاع کا حق دیتی ہے۔ دفعہ 99 میں کہا گیا ہے کہ نجی دفاع کا حق کسی بھی صورت میں دفاع کے مقصد سے زیادہ نقصان پہنچانے تک نہیں پھیلا ہوا ہے۔ دفعہ 100 جس سے ہمارا تعلق ہے ان شرائط میں ہے:-

"جسم کے نجی دفاع کا حق، آخری سابقہ دفعہ میں مذکور پابندیوں کے تحت، حملہ آور کو رضاکارانہ طور پر موت یا کسی اور نقصان پہنچانے تک پھیلا ہوا ہے، اگر وہ جرم جو حق کے استعمال کا سبب بنتا ہے، اس کے بعد بیان کردہ کسی بھی تفصیل کا ہو، یعنی"۔

پہلا ایسا حملہ جو معقول طور پر اس خدشے کا باعث بن سکتا ہے کہ موت بصورت دیگر اس طرح کے حملے کا نتیجہ ہوگی؛

دوسرا۔ایسا حملہ جو معقول طور پر اس خدشے کا سبب بن سکتا ہے کہ شدید چوٹ بصورت دیگر اس طرح کے حملے کا نتیجہ ہوگی؛

تیسرا۔ عصمت دری کا ارتکاب کرنے کے ارادے سے حملہ؛

چوتھا - غیر فطری ہوس کو مطمئن کرنے کے ارادے سے حملہ؛

پانچواں۔ اغوا یا اغوا کے ارادے سے حملہ؛

چھٹا۔ غلط ارادے سے حملہ کرنااورکسی شخص کو ایسے حالات میں مکمل طور پر محدود کرنا جس کی وجہ سے اسے معقول طور پر یہ اندیشہ ہو کہ اس کی رہائی کے لیےوہ عوامی حکام کا سہارا لینے سے قاصر ہوگا۔"

فرد کے نجی دفاع کا حق صرف اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب انسانی جسم کو متاثر کرنے والا کوئی جرم ہو۔ انسانی جسم کو متاثر کرنے والے جرائم میں تعزیرات ہند باب XVI کی دفعہ 299 سے دفعہ 377 میں پائے جاتے ہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اوراس میں مجرمانہ طاقت کے استعمال اور حملے کی نوعیت کے جرائم شامل ہیں۔اغوا بابXVI میں بھی ہےاور دفعہ 362 میں بیان کیا گیا ہے۔اغوا اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص زبردستی یا کسی دھوکے باز طریقے سے کسی دوسرے شخص کو کسی بھی جگہ سے جانے پر مجبور کرتا ہے۔لیکن خالص اور سادہ اغوا تعزیرات کے تحت جرم نہیں ہے۔صرف مخصوص ارادے سے اغوا جرم کے طور پر قابل سزا ہے۔اگر ارادہ یہ ہے کہ اغوا شدہ شخص کو قتل کیا جا سکتا ہے یا اس طرح ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے کہ اسے قتل ہونے کا خطرہ لاحق ہو۔تودفعہ 364لاگو ہوتا ہے۔اگر ارادہ خفیہ اور غلط قید کا سبب بننا ہے، تودفعہ 365لاگو ہوتا ہے۔اگر اغوا شدہ شخص ایک عورت ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ اسے مجبور کیا جا سکتا ہے یا اس کی مرضی کے خلاف کسی شخص سے شادی کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے یا اسے غیر قانونی جماع کے لیے مجبور یا بہکایا جا سکتا ہے یا اس طرح مجبور یا بہکایا جانے کا امکان ہے۔تودفعہ 366لاگو ہوتا ہے۔اگر ارادہ شدید چوٹ پہنچانا ہے یا اغوا شدہ شخص کو اس طرح ٹھکانے لگانا ہے تاکہ اسے شدید چوٹ، یا غلامی یا کسی شخص کی غیر فطری ہوس کا شکار ہونے کا خطرہ لاحق ہو۔تودفعہ367لاگو ہوتا ہے۔اگر اغوا شدہ شخص دس سال سے کم عمر کا بچہ ہے اور اس کا ارادہ اس کے شخص سے بے ایمانانہ طور پر کوئی متحرک جائیداد لینا ہے۔تودفعہ 369لاگو ہوتا ہے۔یہ کہا جاتا ہے کہ جب تک کہ ان دفعات میں سے کسی ایک کے تحت کسی جرم کا ارتکاب ہونے کا امکان نہ ہو،تودفعہ100 کی پانچویں شق کا کوئیاطلاق نہیں ہو سکتا۔تاہم، اس شق کے سادہ پڑھنے پر یہ ماننے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ وہاں استعمال ہونے والےدفعہ362میں لفظ" اغوا "کا مطلب اس سے زیادہ کچھ ہے جس کی تعریف" اغوا "کے طور پر کی گئی ہے۔.

یہ سچ ہے کہ فرد کے نجی دفاع کا حق صرف اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب انسانی جسم کے خلاف جرم کا ارتکاب کیا جائے۔دفعہ 100 ایسے معاملات میں فرد کے نجی دفاع کا ایک توسیعی حق فراہم کرتا ہے جہاں حق کے استعمال کا سبب بننے والا جرم اس میں بیان کردہ کسی بھی وضاحت کا ہو۔دفعہ100کی چھ شقوں میں سے ہر ایک حملے کی بات کرتاہےاورانسانی جسم کے خلاف حملہ کرنا جرم ہے۔(دفعہ 352 دیکھیں)۔دفعہ100 کے تحت توسیع شدہ حق سے پہلے وہاں حملہ برائے جرم ہونا چاہیے اور یہ حملہ دفعہ کی چھ شقوں میں مذکور چھ اقسام میں سے ایک کا ہونا چاہیے۔رام سائیہ کے معاملے میں یہ اس بات کو نظر انداز کرتا نظر آتا ہے کہ ان چھ شقوں میں دفعہ 100 میں شمار کیا گیا ہے۔,انسانی جسم کے خلاف ایک جرم ہے، یعنی حملہ۔لہذا اس جرم کے خلاف نجی دفاع کا حق پیدا ہوتا ہے، اوردفعہ 100 میں کہا گیا ہے کہ اگر حملہ شدید نوعیت کا ہے، جیسا کہ اس حصے میں شمار کیا گیا ہے، تو نجی دفاع کا حق موت کی وجہ تک پھیلا ہوا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جب حملے کی نوعیت کو بیان کرتے ہیں تو کچھ شقیں دفعہ 100 میں شامل ایسے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے جو خود جرم ہیں، مثال کے طور پر، " شدید چوٹ"، زنا بالجبر" اغوا"، " غلط طریقے سے قید"، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس مقصد کے ساتھ حملہ کیا گیا ہے وہ ہمیشہ اپنے آپ میں جرم ہونا چاہیے۔کچھ دیگر شقوں میں، ارادے کی نشاندہی کرنے کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ خود مجموعہ تعزیرات کے تحت جرم کے مترادف نہیں ہیں۔مثال کے طور پر، پہلی شق میں کہا گیا ہے کہ حملہ ایسا ہونا چاہیے جو معقول طور پر موت کے خدشے کا سبب بن سکتا ہے۔اب مجموعہ تعزیرات میں کہیں بھی موت جرم نہیں ہے۔لہذا، جب لفظ" اغوا "پانچویں شق میں استعمال کیا جاتا ہے، تو وہ لفظ بذات خود جرم ہونے کی ضرورت نہیں ہے تاکہ اس شق کو کسی ایسے شخص کی طرف سے یا اس کی طرف سے فائدہ اٹھایا جا سکے جس پر اغوا کے ارادے سے حملہ کیا گیا ہو۔شق میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ ایسا حملہ ہونا چاہیے جو انسانی جسم کے خلاف جرم ہو اور یہ حملہ اغوا کرنے کے ارادے سے ہونا چاہیے، اور جب بھی یہ عناصر موجود ہوں گے تو شق لاگو ہوگی۔

مزید" اغوا "کی تعریف دو حصوں میں ہے۔ یعنی (1) اغوا جہاں کسی شخص کو کسی بھی جگہ سے جانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور (2) اغوا جہاں کسی شخص کو کسی بھی دھوکے باز طریقے سے کسی بھی جگہ سے جانے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔اب کی دفعہ 100 کی پانچویں شق صرف اس قسم کے اغوا پر غور کرتا ہے جس میں طاقت کا استعمال کیا جاتا ہے اور جہاں حملہ اغوا کرنے کے ارادے سے ہوتا ہے، اس طرح کے حملے کی وجہ سے پیدا ہونے والے نجی دفاع کا حق موت کی وجہ تک پھیلا ہوا ہے۔ہماری رائے میں یہ درست نہیں ہوگا کہ کسی ایسے شخص سے جس کو زبردستی اغوا کیا جا رہا ہے اس کا انتظار کیا جائے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ آیا اغوا کار کا مزید ارادہ ہے جیسا کہ اوپر بیان کردہ تعزیرات ہند کی دفعات میں سے کسی ایک میں فراہم کیا گیا ہے، اس سے پہلے کہ وہ اپنا دفاع کرنے کے لیے اقدامات کرے، یہاں تک کہ اغوا کرنے والے شخص کی موت کی حد تک۔ضابطہ اخلاق بنانے والے جانتے تھے کہ اغوا بذات خود کوئی جرم نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور ارادہ نہ ہو۔اس کے باوجود دفعہ 100 کی پانچویں شق میں۔ لفظ" اغوا "اس اثر کے لیے مزید اہلیت کے بغیر استعمال کیا گیا ہے کہ اغوا اسی طرح کا ہونا چاہیے جس کا ذکر دفعہ 364 سے آگے کیا گیا ہے۔ ۔اس لیے ہماری رائے ہے کہ رام سیا کے معاملے میں لیا گیا نظریہ درست نہیں ہے اور پانچویں شق کو اس کے سادہ معنی کے مطابق مکمل اثر دیا جانا چاہیے۔لہذا، جب اپیل کنندہ کی بہن کو اغوا کیا جا رہا تھا، حالانکہ اس کے شوہر نے، اور اس پر حملہ کیا گیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

تھا اور اسے زبردستی اپنے والد کی جگہ سے جانے پر مجبور کیا جا رہا تھا، تو اپیل کنندہ کو اپنی بہن کو زبردستی اغوا کرنے کے ارادے سے حملے کے خلاف نجی دفاع کا حق حاصل تھا اور یہ حق موت کی وجہ تک پھیلا ہوا تھا۔

اگلا سوال یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ دفعہ 99 سے مقرر کردہ پابندیوں کے اندر تھا۔اس بات پر زور دیا گیا کہ نجی دفاع کا حق کبھی بھی دفاع کے مقصد سے زیادہ نقصان پہنچانے تک نہیں بڑھتا اور اس معاملے میں اپیل کنندہ نے ضرورت سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ ہماری رائے ہے کہ ایسا نہیں ہے۔اپیل کنندہ نے چاقو سے صرف ایک وار کیا جو اس کی جیب میں تھا۔یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ یہ ضرب سیدھے دل میں لگا اور اس لیے گوپال کی موت ہو گئی۔لیکن اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ اپیل کنندہ نے صرف ایک عام چاقو کے ساتھ ضرب لگائی تھی جو، اگر یہ تھوڑا سا اس طرف یا اُس طرف ہوتا تو مہلک نہیں ہو سکتا تھا، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے دفاع کے مقصد کے لیے ضرورت سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے جیسا کہ امجد خان بمقابلہ ریاست میں اشارہ کیا گیا ہے،" ان چیزوں کو بہت باریک ترازو کے سیٹ یا' سنہری پیمانے 'میں نہیں تولا جا سکتا۔"

لہذا ہم اپیل منظور کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ اپیل کنندہ کو دفعہ 100 کی پانچویں شق کے تحت نجی دفاع کا حق حاصل تھا۔ اور ضرورت سے زیادہ نقصان نہیں پہنچایا اور اسے بری کر دیا۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

1

|

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document